دعوت وارشاد

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی

سیرت وکردار کی تبدیلی کی ضرورت

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔

حضرات! ابھی قاری صاحب نے جو آیات تلاوت کی ہیں ان میں سے ایک آیت یہ تھی۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

وقل ربّ ادخلنی مدخل صدقٍ واخرجنی مخرج صدقٍ

ترجمہ۔ اور کہو کہ اے پروردگار مجھے اچھی طرح داخل کیجیو اور اچھی طرح نکالیو۔

یہاں آکر مجھ جیسے تاریخ کے طالب علم پر کچھ پرانی یادوں کا اثر تازہ ہو جاتا ہے۔ یہ کوئی غیر معمولی اور عجیب بات نہیں ہے مؤرخوں کی ایک بڑی دشواری یہ ہے کہ وہ اپنے تاریخی مطالعہ سے کسی جگہ علیحدہ ہو نہیں سکتے۔ تاریخ کے نتائج بدلی بن کر سامنے آجاتے ہیں۔ وہ کتنا ہی چاہیں کہ وہ اس سے ہٹ جائیں ہٹتے نہیں ہیں۔

اورنگ آباد کو میں ہندوستان کا غرناطہ کہتا ہوں۔ جو لوگ تاریخ اسلام سے واقف ہیں وہ اس تشبیہ کو سمجھیں گے۔ ان دونوں میں مماثلت ہے اس میں عربی سلطنت تھی۔ جس نے صدیوں یورپ میں ڈنکا بجایا۔ اس کے بار احسان سے وہ کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اس نے یورپ کو بہت کچھ دیا۔ کاش کہ وہ پورے یورپ کو اسلام کی دعوت دیتا۔ اس سے یہ بہت بڑی کوتاہی ہوئی۔ اس کوتاہی کے جرمانے میں اللہ تعالیٰ نے اس سے ملک ہی لے لیا۔

عربوں نے یورپ کو علم کی روشنی دی۔ حقیقت اور استقراء کا طریقہ دیا۔ جس کو یورپ کی علمی ترقی میں بہت بڑا دخل ہے۔ اندلس ہی ہے جو یورپ کو قیاس سے استقراء پر لایا۔ قیاس یہ ہے کہ آپ اپنی طرف سے کوئی اصول وکلیہ، اپنی ذہانت ومطالعہ سے بنالیں اور اس کے بعد جزئیات کو اس کے ماتحت کریں۔ اور استقراء یہ ہے کہ آپ جزئیات پر غور کریں۔ پھر ان کے عمومی اور اجتماعی مطالعہ سے آپ ایک کلیہ بنائیں۔ جزئیات اس کی شہادت وگواہی دیتی ہیں۔ کہ یہ کلیہ ہونا چاہئے۔

یورپ نے جو ترقی کی ہے اور فلسفہ مابعد الطبیعات سے ہٹ کر سائنس وٹیکنالوجی اور تجربہ

آیا ہے - وہ استقراء کے اصول کو مان لینے کی وجہ سے ، اور یہ دین اور عطیہ ہے ۔ اندلس اسلامی (اسپین) کا اس نے طب کا فن دیا اور یونان کا فلسفہ منتقل کر کے یورپ کو دیا - انہوں نے یونان کے فلسفہ کو سمجھا اس کو ہضم کیا اور پھر اس کی شرح کی ۔ پھر اس کے ترجمے انگریزی اور دوسری زبانوں میں ہوئے لیکن ان سے کوتاہی یہ ہوئی کہ انہوں نے خالص اسلام کی دعوت یورپ میں نہیں پھیلائی - وہ علوم و فنون کی ترقی ، اور ادب و شاعری کی ترقی میں لگ گئے - یہ اس وقت کا موضوع نہیں - اورنگ آباد آکر یہ زخم کچھ تازہ ہو جاتے ہیں - وہاں اسلامی عرب سلطنت کا زوال ہوا اور اس کی آخری فصل (CHAPTER) ختم ہو گیا - یہاں ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا زمانہ شروع ہوا جو بہر حال مسلمانوں کے اقتدار کی ایک نشانی تھی - مورخ و ناقد اس پر کتنی تنقید کریں ہمیں اس کے بہت سے کارناموں کو ماننا پڑے گا - لیکن میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت و سلطنت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور خود قرآن پاک میں اس کو ایک بڑی نعمت کے طور پر بیان کیا گیا ہے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے کہتے ہیں

ترجمہ - بھائیو ! تم پر جو احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو کہ اس نے تم میں پیغمبر پیدا کئے اور تمہیں بادشاہ بنایا - اور تم کو اتنا کچھ عنایت کیا کہ اہل عالم میں سے کسی کو نہیں دیا - (المائدہ ۲۰)

حکومت و سلطنت ایک نعمت ہے لیکن حکومت و سلطنت کوئی ایسی خارجی اور مصنوعی چیز نہیں ہے جو کہیں سے لاکر ٹھونک دی جائے ، یا خود بخود پیدا ہو جائے ۔ حکومت و سلطنت ایک خاص کردار ، احساس ذمہ داری ، ہمدردی خلائق اور جذبۂ خدمت کا مظہر ہے یعنی جب کسی جماعت یا ملت میں خاص مزاج و کردار پیدا ہو جاتا ہے تو اس مزاج و کردار کی وسعت اور گہرائی کے مطابق اس کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ کسی خطۂ زمین پر اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرے ۔

ترجمہ - پھر ہم نے ان کے بعد تم لوگوں کو ملک کا خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو - (یونس ۱۴)

اصل چیز ہے سیرت و کردار ، اور وہ طرز زندگی ہے جو ایک سلطنت ہی نہیں بلکہ سلطنت سے بڑی چیزیں یعنی معرفت الٰہی ، اللہ کے یہاں کی مقبولیت ، نظر کی تاثیر اور خیر عام اور ہدایت و رحمت الٰہی کا دائرہ کھولنے کا کام کرتی ہے ۔ سلطنت تو اس کا ہلکا اور پھیکا سا نشان ہے ، ایمانی سیرت وہ

چیز ہے جو آفاق والنفس کی فتوحات عطا کرتی ہے ۔جس کے سامنے سلطنتیں ہیچ ہیں۔ وہ اصل چیز جو ہر خیر کا منبع و سرچشمہ ہے وہ ہے سیرت۔ میں نے کسی موقع پر کہا تھا کہ ارادے اداروں کو پیدا کرتے ہیں ادارے ارادوں کو پیدا نہیں کرتے۔ اصل چیز ہے ارادہ۔ جب صحیح ارادہ ہو جاتا ہے تو پھر سینکڑوں ادارے وجود میں آجاتے ہیں۔ ادارے جیتے ہیں، مرتے ہیں، پیدا ہوتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن ارادہ انسانی جب صحیح ہو جائے اور انسان کی نیت نیک ہو جائے۔ انسان کی سیرت، شریعت کے سانچہ میں ڈھل جائے انسان کے اعمال و تصرفات منشائے الٰہی کے تابع ہو جائیں۔ منشائے الٰہی کے سانچہ میں ڈھل کر نکلیں اور ذہن کا رخ صحیح ہو جائے کہ ہر بن مُو سے صدا آئے۔

ترجمہ۔ تو ان کے قدموں کے نیچے کسریٰ و قیصر کے تاج آتے ہیں ؂

درشبستانِ حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید
ماند شبہا چشم او محروم نوم
تا بتخت خسروی خوابیدہ قوم

اقبال کہتے ہیں آپ کی امت تخت خسروی پر آکر سو گئی، یعنی اس نے تخت خسروی کو ایک معمولی چارپائی اور ایک سریر سمجھا۔ اس کو خاطر میں نہیں لائی۔ جہاں بیٹھنا چاہئے تھا جاہ و جلال کا اظہار کرنے کے لئے وہاں سو گئی۔

تو اصل چیز کیا ہے؟ خدا کو جب منظور ہوگا اور خدا کی حکمت کا تقاضا ہوگا۔ تو اس سے بڑی چیزیں وجود میں آئیں گی۔ یہ درویشانِ بے نوا۔ یہ فقیرانِ کج کلاہ، آپ کی سرزمین میں آرام فرما ہیں۔ انہوں نے بادشاہوں پر حکمرانی کی ہے۔ خواجہ برہان الدین غریبؒ کے واقعات پڑھئے۔ حضرت خواجہ زین الدینؒ کے واقعات پڑھئے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ شیخ زین الدین کو بادشاہِ وقت نے طلب کیا جو اس وقت کا سب سے بڑا بادشاہ تھا۔ کسی بات پر اس کو ناگواری ہوئی تو انہوں نے خواجہ برہان الدین غریبؒ کی قبر پر آکر لاٹھی گاڑ دی اور کہا۔ اب جس میں دم اور ہمت ہو وہ یہاں سے اٹھا کر دیکھے۔ تو اس کے سامنے بادشاہ ہی جھکا۔ وہ اس کے سامنے نہیں جھکے۔ ایسی نظیروں سے پوری تاریخ بھری ہوئی ہے۔

اصل چیز کیا ہے۔ وہ ہے سیرت کا پیدا کرنا جس کا عنوان ہے "اُدخلِنی" میں داخل ہوں تو

تیرے حکم کے مطابق نکلوں تو تیری تعلیم اور منشاء کے مطابق جس کو مُدخَلَ صِدقٍ اور مُخرَجَ صِدقٍ کہا گیا۔ وَاجعَل لِّی مِن لَّدُنکَ سُلطَانًا نَّصِیرًا (الاسراء ۸۰) اور اپنے ہاں سے زور قوت کو میرا مددگار بنائیو۔ کہا گیا آپ کے سوا کوئی ذات نہیں ہے۔ میرے لئے آپ اپنی طرف سے طاقت پیدا کردیجئے۔ اصل مسلمانوں کی طاقت اس میں مضمر ہے کہ کس کی سلطنت رہی۔ اگر کسی کی خلافت رہتی تو خلافت راشدہ اور اس کے بعد شہنشاہی رہتی تو سلطنت عباسیہ جو پورے متمدن افریقہ اور ایشیا کے عظیم ترین ممالک پر حکومت کرتی تھی۔ یہ مغلوں کی سلطنت خود کتنی بڑی سلطنت تھی۔ یہ چیز یعنی نعمت اللہ تعالیٰ کسی کو دے تو فائدہ اٹھانا چاہئے۔ میں اس کی تحقیر نہیں کرتا لیکن یہ مسلمان کے لئے موت و زندگی کا سوال نہیں۔ یہ نہیں کہ سلطنت ختم ہو جائے تو یہ امت مر گئی۔ جب سلطنت آئے تو یہ امت زندہ ہو گئی۔ امت سلطنت سے بالاتر ہے۔ سلطنت امت سے بالاتر نہیں۔ سلطنت امت کے لئے ہے امت سلطنت کے لئے نہیں سیرت سلطنت بھی پیدا کرتی ہے اور سلطنت سے بھی عظیم تر چیز پیدا کرتی ہے اور وہ سیرت خود خدا کو پسند ہے جس کے انعام میں وہ ساری دنیا بھی عطا کردے اور ہفت اقلیم کی سلطنت بھی عطا فرمادے۔ اور عطا بھی فرمائی ہے۔ کبھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو کبھی اپنے کسی اور محبوب بندے کو۔

> ترجمہ۔ میرا چلنا، پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، مرنا جینا۔ سب تیرے لئے ہو اور الفاظ قرآنی میں وہ کہا جا سکے جس کی نبی کو تعلیم دی گئی ہے۔
>
> ترجمہ۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب رب العالمین ہی کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول فرماں بردار ہوں۔ (الانعام ۱۶۲)

مسلمان کی زندگی شریعت کے سانچہ میں قرآن و حدیث کے سانچہ میں سیرت نبوی کے سانچہ میں ڈھل کر نکلے۔ نہ اپنی خواہش سے جانا نہ اپنی خواہش سے آنا نہ اپنی خواہش سے اٹھنا، نہ اپنی خواہش سے بیٹھنا، نہ اپنی خواہش سے حکم چلانا، نہ اپنی خواہش سے حکم ماننا اور نہ اپنی خواہش سے کسی کو زیر کرنا اور نہ اپنی خواہش سے کسی کے سامنے زیر ہونا۔

یہ ہے اَدخِلنِی مُدخَلَ صِدقٍ وَاَخرِجنِی مُخرَجَ صِدقٍ ہر کام کے لئے شریعت کی

داہیں چاہیے ۔ خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے ۔ اس وقت کا فرمان کیا ہے، اس وقت کا حکم کیا ہے؟ اس وقت خدا کا حکم ہے کہ جھک جائیں، اس وقت خدا کا حکم ہے کہ ہم رک جائیں ۔ حالی نے صحابہ کرامؓ کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے ۔

بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

حضرات! مجھے ایک تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے پرانی یادیں ستائیں اور میرے دل میں چٹکی لیں ۔ یہ الگ بات ہے ۔ لیکن قرآن ازلی و ابدی کتاب ہے اور وہ خدا کا فیصلہ ناطق ہے ۔ اصل چیز ہے انسان کی سیرت بنانا، یعنی نفس کی خواہش اپنے ذاتی مفادات اور قیمتی تقاضوں کو شریعت کے سامنے جھکا دینا اور اس کے تابع بنا دینا ۔ یہ جھوٹی عزت، یہ ناموری، یہ شہرت، ہم چشموں میں عزت کی کوئی چیز نہیں ہے ۔ اصل چیز ہے امر الٰہی! اور امر الٰہی کیا ہے؟ اس کو تلاش کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہماری کیسی زندگی چاہتا ہے اور اس وقت اسلام کی مصلحت کا تقاضا کیا ہے؟ معیار اور کسوٹی یہ ہے کہ یہاں کیا ملے گا؟ ساری جدوجہد، سیاسی جدوجہد سے لے کر معاشی جدوجہد تک اسی مرکز کے گرد گھومے وہ کیا ہے کہ یہاں اس سے کیا ملے گا؟

آج عالم دنیا میں مسلمان ہیں کون سا ملک ہے جہاں آپ کے ملک کے لوگ موجود نہیں ہیں؟ لیکن کس کے لئے ہیں؟ بس یہی مسئلہ ہے ۔ دعوت پھیلانے کے لئے نہیں ۔ ایسا نہیں ہے کہ انسانیت پر رحم کھا کر انگلستان، کینیڈا، امریکہ، خود عرب ملکوں کی خطرناک صورت حال دیکھ کر وہ بے چین ہو کر اپنے گھروں سے نکلے ہوں یہ اُخرجنی مخرج صدق نہیں ہے اور وہاں جو گئے تو یہ ادخلنی مدخل صدق نہیں ہے ۔ معاشی مصلحت کے مفاد نے ان کو نکالا، معاشی مفاد نے ان کو وہاں داخل کیا، معاشی و ذاتی و خاندانی مفاد نے ان کو وہاں رکھا ۔ جب اس کا تقاضا ہوگا کہ مکہ کے بجائے نیویارک چلے جائیں تو وہ چلے جائیں گے ۔ آپ جب چاہیں امتحان لے کر دیکھ لیجئے ۔ اور جب اس کا تقاضا ہو گا کہ مکہ چلے آئیں تو وہاں چلے آئیں گے ۔ اس لئے نہیں کہ وہاں حرم ہے بلکہ اس لئے کہ معاشی مسئلہ کا تعلق وہاں سے ہے یہ نہ

مُدخَل صدقٍ پر عمل کر رہے ہیں اور نہ مخرج صدقٍ پر چل رہے ہیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے، اپنے نبیؐ کو تعلیم دی جارہی ہے اور آپؐ کے ذریعہ آپ کے طفیل میں امت کو تعلیم دی جارہی ہے ہم دعا کریں "ربِّ ادخلنی مُدخَل صدقٍ واخرجنی مخرج صدقٍ" ہمارا جینا مرنا ہمارا کسی سے خوش ہونا کسی سے ناراض ہونا ہمارا ٹوٹنا اور جڑنا، ہمارا بگڑنا اور بننا یہ سب خدا کے حکم اور امر الٰہی کے تابع ہو، پھر دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ کیا عطا کرتا ہے؟ شکوہ اس سیرت کے بدل جانے کا ہے کہ شریعت ہماری امام نہ رہی، شریعت ہمارا فیصلہ کرنے والی طاقت نہ رہی جو ہمارے مسائل میں ایک حکم کی حیثیت رکھے۔ ہم نے شریعت کو حاکم نہیں بنایا ہم نے اپنی خواہشات کو اپنے مفادات کا حکم بنایا۔ بس اس وقت اصل انقلاب جو مسلمانوں کے لئے ضروری ہے وہ ہے سیرت کا اختیار کرنا کہ ہماری زندگی اللہ اور اس کے رسولؐ کے منشا کے مطابق بن جائے وہ ہم سے جو کرائے وہ ہم کریں وہ جو چھڑائے وہ ہم چھوڑیں۔

آج امتحان لے لیجئے۔ ہم سب مسلمان کہلاتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے ایمان کی دولت ہمارے پاس ہے۔ میں ہرگز اس کا انکار نہیں کرتا، اور نہ اس کی اہمیت کم کرتا ہوں لیکن اس کے بعد ہماری سیرت کیا ہے؟ جس میں فائدہ دیکھا اس کو کیا سیاسی جدوجہد کر کے دیکھ لیجئے کہ ہمارے سامنے اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں کی ممبریاں ہیں۔ اس کے بعد کمیٹیاں ہیں۔ اس کے بعد کمیشن ہیں اور اس کے بعد کے فوائد ہیں۔ عزتیں ہیں، سرخ روئی ہیں۔ اور دوسرے میدانوں میں دیکھ لیجئے۔ شادی بیاہ ہے، بس اس میں جو کچھ ہو رہا ہے غلط ہو کہ صحیح، اس کا مقصد یہ ہے کہ برادری میں تعریف ہو، نام روشن ہو، دھوم مچے کہ فلاں کی شادی اس طرح سے ہوئی۔ فلاں کام اس دھوم دھڑکے سے ہو۔ یہ تو ادخلنی مُدخل صدقٍ واخرجنی مخرج صدقٍ نہیں ہے مسلمان کو پہلے یہ پوچھنا چاہئے کہ شریعت کا حکم کیا ہے یہ ہمارے لئے جائز ہے کہ نہیں؟

صحابہ کرامؓ نے تو یہی کیا کہ شراب جیسی چیز .... اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم سب کو محفوظ رکھا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ ؎

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

امریکہ میں پریذیڈنٹ ہوور (HOOWER) کے زمانہ میں اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی کہ امریکہ سے شراب چھوٹ جائے۔ دیکھ لیجئے اس کی تمام تر تفصیلات کہ اس کے لئے کیا کیا ذرائع استعمال کئے

گئے۔ اس کے لئے جان تک کی بازی لگادی۔ پروپیگنڈہ کیا، ترغیبات دیں۔ اس کے نقصانات بیان کئے گئے۔ تاریخ کی شہادت موجود ہے کہ بجائے کم ہونے کے مزید لت پڑ گئی۔ اور ضد ہو گئی کہ شراب نہیں چھوٹ سکتی۔ آخر میں صدر اور حکومت کو ہار ماننی پڑی۔ انہوں نے ہار نہیں مانی۔ اس کے مقابلہ میں بوریہ پر بیٹھ کر اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول کہتا ہے۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ شراب اور جوا، اور بت اور پاسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں۔ سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔ (المائدہ ۹۰)

یہ کہنا تھا کہ ادھر سے آواز آئی " اِنْتَہَیْنَا اِنْتَہَیْنَا "، لوگوں کا بیان ہے کہ ہونٹوں پر جتنی شراب تھی، اس سے آگے نہ بڑھنے پائی۔ ایک قطرہ بھی نہیں گیا۔ اسی وقت انڈیل دی۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ مدینہ کی گلیوں اور نالیوں میں شراب اس طرح بہہ رہی تھی جیسے پانی بہتا ہے۔ اب اس کے بعد دیکھئے کہ شراب پینے کے کتنے واقعات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آئے جب کہ تمدن بھی آگیا تھا اور روم و ایران اور شام کی دولت کے خزانے اُمنڈ آئے تھے۔

اس وقت جس چیز کی کمی ہے اور جو چیز فیصلہ کن اور انقلاب انگیز ہے وہ ہے اسلامی سیرت کا اختیار کرنا اور اگر ایسا اجتماعی طور پر ہو تو کیا کہنے ہیں۔ آپ سب لوگ الحمدللہ یہاں موجود ہیں ہم میں سے ہر ایک شخص یہ طے کرے کہ شریعت کو مقدم رکھنا ہے، حکم الٰہی اور حکم شرعی پوچھنا ہے۔ کوئی بھی کام ہو، سیاسی انتخابات و الیکشن سے لے کر شادی بیاہ، ختنہ، عقیقہ، مکان کی تعمیر، جائیداد کی تقسیم اور کھانے پینے تک یہ دیکھنا ہے کہ شریعت کی اجازت ہے کہ نہیں اور شریعت کا کیا حکم ہے؟ اگر یہ بات پیدا ہو جائے تو تمام کوششیں حاصل، آپ کا یہاں آنا حاصل اور میرا یہاں آنا اور کچھ کہنا حاصل ورنہ ع

نشستند و گفتند و برخاستند

یہ برسوں سے ہو رہا ہے نہ ہمیں کہنے سے فرصت ملتی ہے اور نہ آپ کے سننے کی عادت جاتی ہے۔ اس کا کچھ حاصل ہونا چاہئے۔ جو نمازی نہیں ہے وہ اب اس نماز سے جو ظہر کے وقت آنے والی ہے مرتے مر جائے عہد کرے کہ نمازیں نہیں چھوڑیں گے۔ اگر خدانخواستہ آپ کسی ناجائز چیز کے عادی ہیں تو یہیں توبہ کیجئے کہ اب اسے ہاتھ نہیں لگانا۔ مسلمان سیاسی طور پر لٹنے بیٹھے ہیں۔ ہر جگہ اسی بات کا رونا ہے

سنتے سنتے کان پک گئے ہیں۔ جان لبوں پر آگئی.... بس ہو چکا.... کم سے کم اپنے شعور کے وقت سے سن رہا ہوں۔ کوئی مجلس کوئی جلسہ اس سے خالی نہیں۔ ضرورت ہے ہم اپنی سیرت بدلیں اس کے بغیر کام نہیں چلتا۔ رب اللہ اپنے محبوب رسول سے یہ کہے اور اس کو تلقین کرے اور یہ وظیفہ بتائے کہ تم یہ دعا کرو کہ۔ ربِّ ادخلنی مدخل صدقٍ و اخرجنی مخرج صدقٍ تو ہم کس شمار قطار میں ہیں قانون تو آدمی نہیں بدلتا اور یہ تو اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور قانون یہ ہے کہ پہلے تم بدلو۔

یٰبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و اوفوا بعھدی اوف بعھدکم

ترجمہ۔ اے بنی اسرائیل! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا میں اس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا۔ (البقرہ ۴۰)

اے بنی اسرائیل! (جو اس وقت کی معزز و مکرم قوم تھی) اللہ کے احسان کو یاد کرو۔ میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ ترتیب یہ ہے کہ اللہ میاں اپنا عہد پورا کر دیں۔ باقی پھر دیکھا جائے گا۔ اور اللہ میاں علیم و خبیر ہے۔ دل کے حالات جاننے والا ہے پہلے سے دل میں یہ بات بیٹھی ہوتی ہے۔ سارا شکوہ خدا سے ہے۔

ارے صاحب یہ امت مرحوم، یہ اشرف الامم کس طرح ذلیل کیسی خوار ہے ہر جگہ پٹ رہی ہے اور یہ نہیں دیکھتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ آپ اپنی زندگی میں کونسی تبدیلی لائے۔ اتنے دنوں سے وعظ ہو رہے ہیں تبلیغی جماعت کام کر رہی ہے۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ نہ شادی بیاہ کے رسم و رواج میں کوئی فرق ہے اور نہ مسلمانوں کے اسراف میں کوئی فرق ہے۔ ابھی شہر میں کسی جگہ سے گذر رہا تھا۔ وہ روشنی دیکھی، خطرہ ہوا کہ شاید یہ گھر کسی مسلمان کا ہو۔ بس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام روشنی یہیں آگئی ہے۔ کسی بات میں فرق آنے کو تیار نہیں۔ بیس برس پہلے جو طرز زندگی تھا وہی آج ہے جو نماز کے پابند نہیں۔ وہ نماز کے پابند نہیں۔ جو پینے پلانے کا عادی تھا وہ پینے پلانے کا عادی ہے جو مال میں حقوق العباد میں۔ معاملات میں دیانتداری کو ضروری نہیں سمجھتا۔ وہ اب بھی ضروری نہیں سمجھتا۔ جو ہاتھ لگ جائے وہ اپنا مال، یہی ہندوستان کا ملک ہے۔ اگر آپ میں صداقت آجائے انصاف آجائے۔ آپ میں خلوص آجائے، آپ میں ہمدردی آجائے۔

انسانی جان و مال کا پورا احترام اور ملک کو بچانے کے لئے پوری فکر پیدا ہو جائے تو کوئی زبردستی نہیں